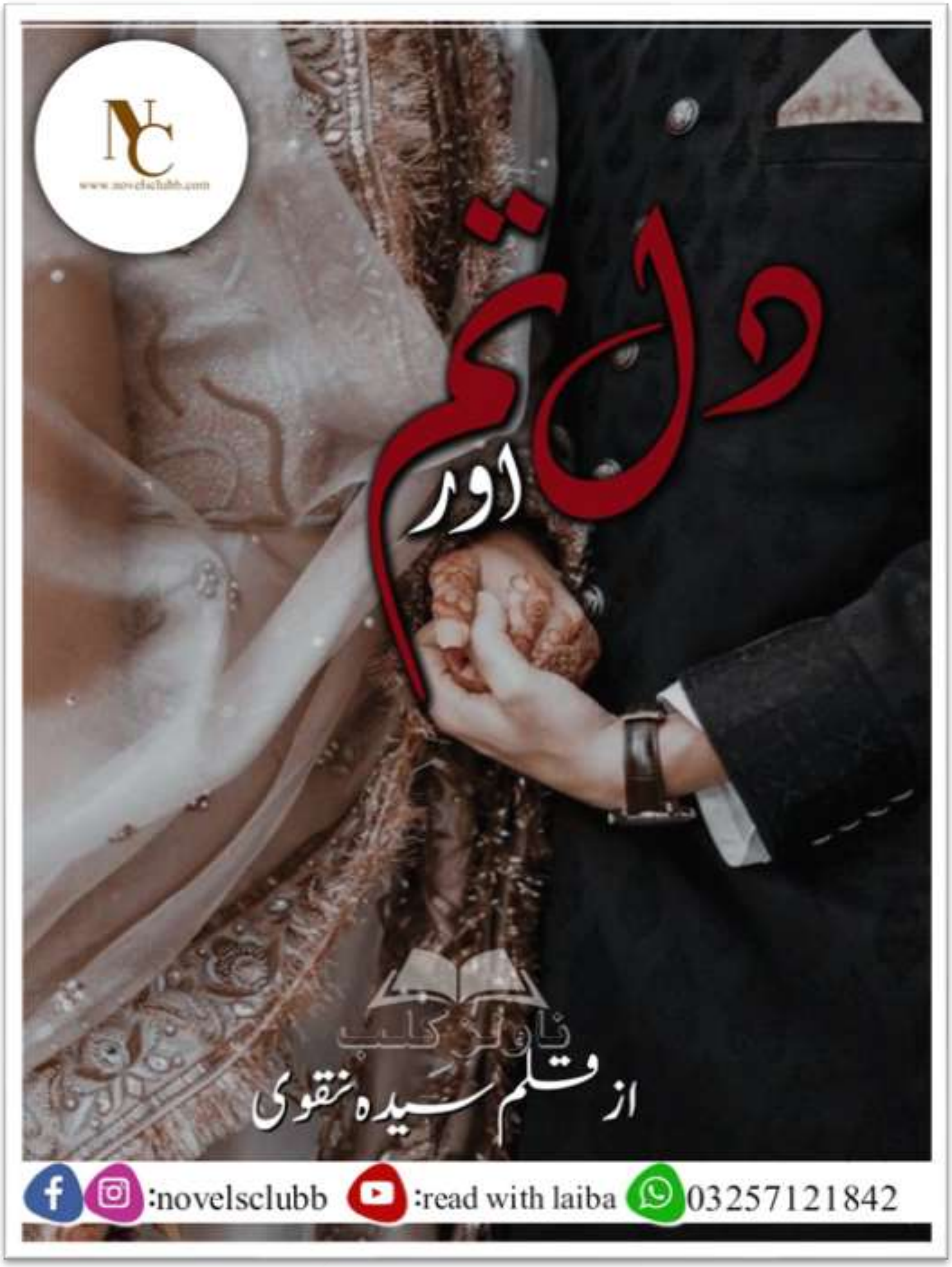
www.novelsclubb.com
دل اور تم
ناولز کلب
از قلم سیدہ نقوی
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

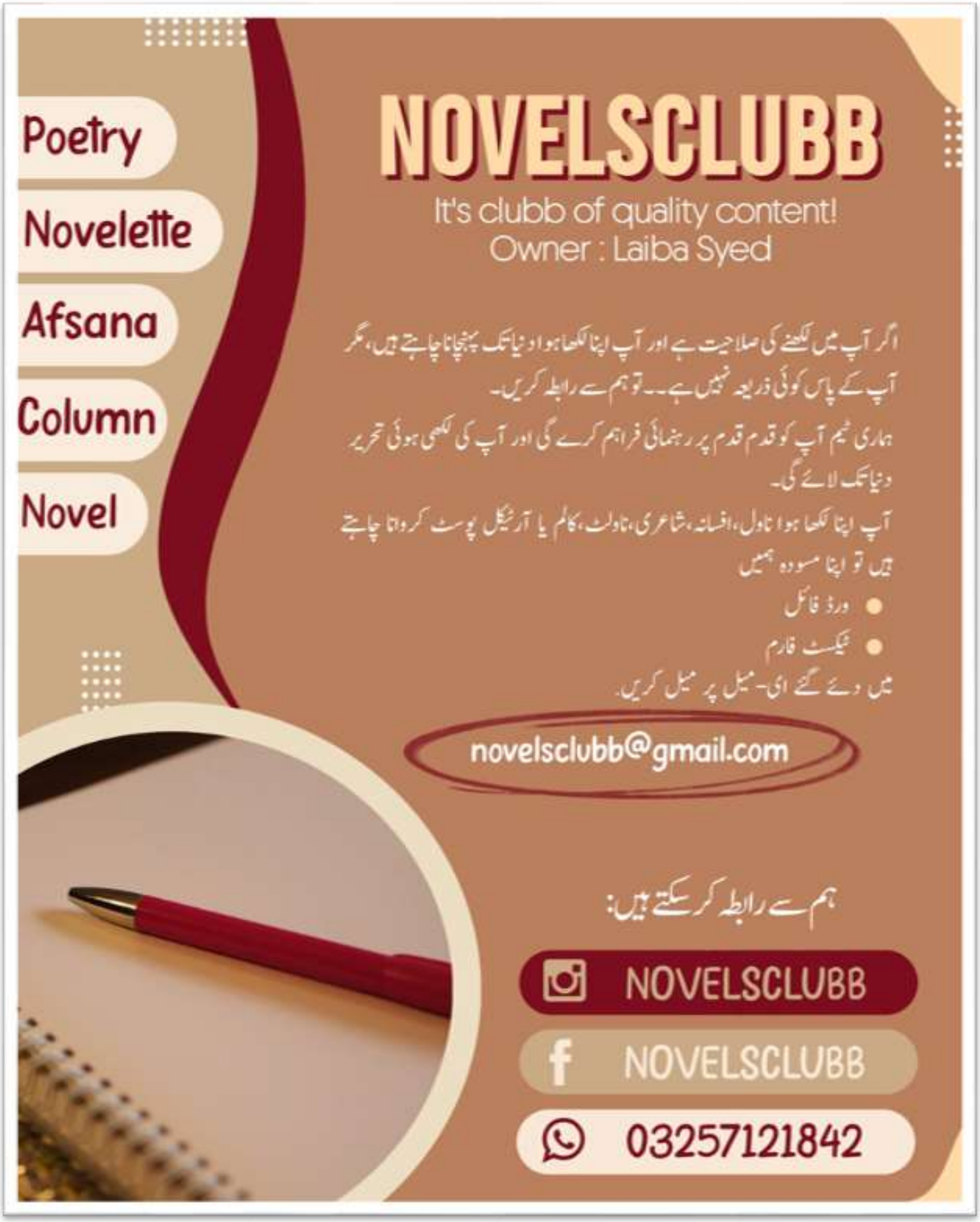
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای۔میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

# دل اور تم

## از قلم

## سیدہ نقوی

www.novelsclubb.com

شعیب مصطفیٰ کے نام سے کون واقف نہیں تھا؟ محض 28سال کی عمر میں ایک کامیاب بزنس مین بن چکا تھا وہ۔اس وقت شائد ہی کوئی ایسی کمپنی ہو جو اس کی کمپنی کے ساتھ کام نہ کرنا چاہتی ہو۔اس سال بھی اس کی کمپنی سال کی بہترین کار کردگی دکھانے والی ٹھہری تھی۔اس کی کمپنی میں کام کرنے والا کوئی ملازم ایسا نہیں تھا جو کے اپنی جاب سے ذرا بھی ناخوش ہو۔ہر ملازم کے بچوں کی ساری تعلیم کا خرچ کمپنی نے اپنے ذمے لیا ہوا تھا۔اور یہ سب تب سے ممکن ہوا تھا جب سے شعیب نے اس کمپنی کی ذمے داری سمبھالی تھی۔وہ نئے تجربوں سے سب کچھ نئی بلندیوں تک لے کر جا چکا تھا،اور اس بات کا پورا پورا فائدہ وہ اپنی کمپنی کے ملازمین کو بھی دے رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

مصطفیٰ خان کے چار بچے تھے، تین بیٹیاں اور ایک بیٹا۔ شعیب کا دوسرا نمبر تھا۔ اس سے بڑی بہن کا نام آمنہ تھا جو کے 30 سال کی تھی۔ پھر شعیب تھا اس کی عمر 28 سال تھی۔ پھر فروا جو 26 سال کی تھی اور سب سے آخر میں تعبیر تھی جو کے 22 سال کی تھی، اور ان کی ماں کا نام فائقہ تھا، اور عمار بھی 28 سال کا تھا۔ شعیب کیونکے مصطفیٰ صاحب اور فائقہ بیگم کا اکلوتا بیٹا تھا اسی لئے گھر کے سب ہی لوگ اس سے کچھ زیادہ ہی پیار کرتے تھے۔ ماں باپ تو اپنی جگہ، بہنوں نے بھی اسے اپنی آنکھوں کا تارہ بنایا ہوا تھا۔

گھر میں 9 لوگ رہتے تھے۔ مصطفیٰ خان، ان کی بیوی فائقہ اور ان کے 4 بچوں کے علاوہ ان کا ایک نواسہ (زوہیب عمر 6 سال) اور ایک نواسی (سمن عمر 4 سال) جو کے آمنہ کے بچے تھے اور مصطفیٰ صاحب کا ایک بھتیجا عمار۔ عمار کے بچپن میں ہی ماں باپ گزر گئے تھے اسی لئے مصطفیٰ صاحب اسے تب ہی اپنے ساتھ لے آے تھے اور تب سے مصطفیٰ صاحب اور ان کی بیوی فائقہ نے اسے بھی اپنے سگے بچوں کی طرح پالا تھا۔ کبھی بھی اس کے ساتھ کوئی بھید بھاؤ

نہیں کیا تھا، اور اس نے بھی سب کو اپنے خاندان کا درجہ دیا ہوا تھا، اس کیلیئے یہی لوگ اب سب کچھ تھے۔

عمار اور شعیب بلکل بھائیوں کی طرح تھے لیکن اس سے پہلے وہ ایک دوسرے کے دوست تھے۔ ان دونوں سے بہتر ایک دوسرے کو شائد ہی کوئی اور جانتا ہو۔

شعیب اور عمار ناشتے کے بعد آفس جانے کیلیئے نکل ہی رہے تھے جب فائقہ بیگم نے ان دونوں کو پیچھے سے آواز دی تو وہ دونوں رک کر انھیں دیکھنے لگے۔

"شعیب! بیٹا واپسی پر رانیہ کو بھی اپنی خالہ کے گھر سے لیتے آنا، کب سے کہہ رہی ہے وہ میں ہمیشہ ہی بھول جاتی ہوں" انہوں نے اسے یاد دلاتے ہوئے کہا تھا۔

عمار کچھ سوچتے ہلکا سا مسکرایا لیکن پھر فوراً ہی اس نے اپنی مسکراہٹ دبالی تھی۔ جبکے شعیب نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے مثبت میں سر ہلایا تھا۔

"جی امی لے آؤں گا،۔۔آپ رات سے تقریباً 20 بار مجھے یہ بات یاد دلا چکی ہیں" اس نے آہستہ آواز میں اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔

اس کی بات سن کر فائقہ بیگم ہلکا سا مسکرائی تھیں۔"ہاں یاد ہے مجھے، لیکن تم بھول نہ جاؤ اسی لئے یاد دلا دیا میں نے" انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے تھپکی دی تھی۔

اسی دوران عمار نے ہاتھ میں پہنی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا تھا اور پھر سے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے سر جھکا لیا تھا۔ وہ بہت کم ہی بات کرتا تھا اور احتراماً خاموشی ہی کو ترجیح دیتا تھا۔

شعیب نے پھر مسکراتے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر چوما تھا اور پھر ان کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں بولا۔ "امی جان آفس کیلئے ہو رہی ہے دیر، اگر اب آپ اجازت دیں تو کیا ہم جائیں؟" اس کی آواز آہستہ اور لہجہ سوالیہ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی نرم تھا۔

فائقہ بیگم نے مسکراتے ہوئے مثبت میں سر ہلایا اور شعیب اور عمار کے گالوں پر پیار سے تھپکی دی۔ "ہاں، اللہ کی امان میں رہو دونوں" انہوں نے یہ کہتے ہوئے ان دونوں پر کچھ پڑھ کر پھونکا تھا اور پھر وہ دونوں ہی وہاں سے باہر چلے گئے تھے۔

وہ دونوں وہاں سے گھر کے گیراج میں اپنی اپنی گاڑیوں کے پاس آئے۔وہ آفس کیلئے الگ الگ گاڑیوں پر جاتے تھے کیونکے ان کی گھر آنے کی ٹائمنگ میں اکثر فرق آجاتا تھا۔

عمار جسے ہی اپنی گاڑی کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کے اس کی گاڑی کا ٹائر پنکچر تھا۔اس نے ٹائر دیکھنے کے بعد شعیب کی طرف دیکھا تھا جو کے اپنے فون پر کسی کو مسیج کرنے کے بعد اب اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہا تھا۔

"میری گاڑی کا ٹائر پنکچر ہے"

اس کی بات سن کر شعیب نے اس کی طرف دیکھا۔"تو میرے ساتھ آجاؤ" یہ کہہ کر وہ گاڑی میں بیٹھنے ہی والا تھا جب عمار نے اپنی گاڑی پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی ٹیک لگائی اور ہلکا سا مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم نے تو شازیہ خالہ کے گھر نہیں جانا تھا؟" اس نے سوالیہ انداز میں سنجیدہ لہجے اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا تھا۔

اس کی بات سن کر شعیب وہیں ٹھہر گیا اور ایک گہرا سانس لے کر عمار کی طرف دیکھا۔

“ shut up" اس نے ٹھہرے ٹھہرے لہجے اور سنجیدہ انداز میں کہا اور یہ کہتے ہوئے وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا اور ایک بٹن دبا کر ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔

www.novelsclubb.com

عمار جو کے پہلے ہی اس کی بات سن کر مسکرا رہا تھا وہ آ کر اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اور سیٹ بیلٹ باندھنے لگا، جب اس نے سیٹ بیلٹ باندھ لی تو شعیب نے گاڑی چلا دی تھی۔

شعیب خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا جبکہ عمار کے چہرے پر اب بھی ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور وہ خاموشی سے شعیب پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

شعیب نے ڈرائیونگ کے دوران ہی اسے ایک نظر دیکھا تھا اور پھر دوبارہ سے اپنا چہرہ سیدھا کر لیا۔ "اب تم مجھے اس طرح گھورنا بند کرو گے یا نہیں؟۔۔۔نہ ہی میں تمہاری گرل فرینڈ ہوں اور نہ ہی بیوی" اس نے گاڑی موڑتے ہوئے بغیر اس کی طرف دیکھے کہا تھا۔

اس کی بات سن کر عمار ہلکا سا ہنسا تھا۔ "تو کیا انسان اب اپنے بہن بھائی کو سکون سے دیکھ بھی نہیں سکتا؟" اس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"ہر گز نہیں" شعیب نے سنجیدہ لہجے میں دوٹوک کہا۔

شعیب نے اس انداز میں کہا تھا کے عمار بے اختیار ہنس دیا تھا۔شعیب نے گاڑی ایک طرف روکی اور حیرانی سے اسے دیکھا۔

"مجھے لگتا ہے زیادہ کام کی وجہ سے تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے" وہ عمار کی طرف دیکھتے ہوے حیرانی سے بولا تھا۔

عمار نے فوراً اپنی ہنسی روکی تھی اور سنجیدہ انداز میں شعیب کو دیکھا تھا۔وہ اس طرح سنجیدہ ہوا تھا کے گویا وہ بلکل ہنسا ہی نہیں تھا۔شعیب کو اس کے اس انداز کی عادت تھی اس لئے اس کیلئے یہ کوئی نئ بات نہیں تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کے چچی جان تمہیں بار بار شازیہ خالہ کے گھر کیوں بھیجتی ہیں؟" اس نے شعیب کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا تھا۔

"کیا مطلب کیوں بھیجتی ہیں؟۔۔ تمھارے سامنے ہی تو انہوں نے کہا کے رانیہ کو لانے جانا ہے" اس نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا تھا۔

اس کی بات سن کر عمار بس خاموشی سے اسے دیکھتا ہی رہا تھا۔ پھر اس نے آنکھیں بند کر کے اپنی آنکھیں مسلتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا تھا اور دوبارہ شعیب کی طرف دیکھا۔

"سیریسلی شعیب!۔۔۔ تمہیں واقعی میں یہی لگتا ہے؟" وہ حیرانی سے اس کی طرف دیکھ کر سوالیہ لہجے میں بولا تھا۔ وہ حیرانی کے آخری درجے پر تھا۔

اس کی بات سن کر شعیب نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھتے ہوئے کندھے اُچکائے تھے۔ "تو اور مجھے کیا لگنا چاہیے؟" اس نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

عمار نے ایک لمحہ خاموشی سے اسے دیکھنے کے بعد تاسیف میں سر ہلایا تھا۔ "تم اپنا سارا دماغ بس بزنس میں ہی لگاؤ، تمہیں اتنا اندازہ نہیں ہو رہا کے۔۔۔" اس نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کے اس کا فون بجنے لگا تو اس نے اپنا موبائل اٹھا کر اس پر نمبر دیکھا، مصطفیٰ صاحب کا فون آ رہا تھا۔ اس نے ان کی کال اٹینڈ کی اور بات کرنے لگا۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم چچا جان" اس نے انھیں سلام کرتے ہوئے شعیب کو دیکھا تھا جو کے اب دوبارہ سے گاڑی سٹارٹ کر کے چلا چکا تھا۔

"وعلیکم السلام بیٹا، کیسے ہو؟" انہوں نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔ مصطفیٰ صاحب بزنس کے سلسلے میں ایک ہفتے سے دوسرے ملک گئے ہوئے تھے۔

پھر حال احوال پوچھنے کے بعد ان میں کچھ دیر اور باتیں بھی ہوتی رہیں اور بعد میں انہوں نے شعیب کے بارے میں پوچھا۔

"آج پھر شعیب کے فون کی بیٹری ڈیڈ ہے، کیا کرتا ہے یہ لڑکا؟ اسے ذرا پروا نہیں ہے کہ ہمیں کتنی ٹینشن ہو جاتی ہے؟" انہوں نے گویا عمار سے اس کی شکایت کی تھی۔

عمار نے ایک نظر شعیب کی طرف دیکھا اور پھر سیدھا منہ کر کے بولا۔ "چچا جان، اس کا موبائل خراب ہوا ہوا ہے۔۔۔ وہ کہہ رہا تھا اس نے نیا لینا ہے" اس نے خود سے ہی کہانی بنائی

تھی اور یہ بات اسے سخت ناپسند تھی جب اسے کسی بھی وجہ سے جھوٹ بولنا پڑتا تھا،اور شعیب ہی اس کے جھوٹ بولنے کی واحد وجہ تھی۔

اس کی بات سن کر شعیب نے اسے ایک نظر دیکھا اور ہلکا سا مسکرایا۔"پچھلی بار تو کہہ رہے تھے کے آج کے بعد میں تمھارے لئے کوئی جھوٹ نہیں بولوں گا،اب کیا ہوا؟"اس نے ہلکی آواز میں خود سے ہی کہا تھا۔

اس کے بعد مصطفیٰ صاحب اور عمار کے درمیان اور تھوڑی دیر بات ہوئی تھی اور پھر انہوں نے فون بند کر دیا تھا۔

کال بند ہونے کے بعد عمار نے شعیب کو گھورا اور سنجیدہ لہجے میں بولا۔"اب یہ مت کہنا کے پھر سے تمہارا موبائل حمنہ کے پاس رہ گیا ہے" حتیٰ کے وہ جانتا تھا۔

شعیب نے ایک گہری سانس لی۔"جب جانتے ہو تو پوچھ کیوں رہے ہو؟ "

اس کی بات سن کر عمار پہلے تو چند لمحے اسے بے یقینی سے دیکھتا رہا اور پھر ایک گہرا سانس لے کر آنکھیں بند کرتے ہوئے سیٹ کی ٹیک لگا لی تھی۔"آج کے بعد اپنا دفاع تم خود کرو گے "اس نے ویسے ہی ٹیک لگائے کہا تھا۔

"تم نے پچھلی مرتبہ بھی یہی کہا تھا" یہ کہتے ہوئے اس نے گاڑی دوسرے راستے پر ڈالی تھی، یہ راستہ آفس کی طرف نہیں جاتا تھا۔

"لیکن اس بار میں سیریس ہوں" عمار نے آہستہ لیکن دوٹوک انداز میں جواب دیا تھا۔

"تم پچھلی بار بھی سیریس تھے" وہ جان بوجھ کر عمار کو تنگ کرتا تھا، کیونکے وہ یہ بات جانتا تھا کے یہ وہ واحد انسان تھا جو کے کسی بھی صورت میں اس کا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔

اب کی بار عمار نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔ حتیٰ کے اسے شعیب پر بلکل بھی غصہ نہیں آتا تھا۔ پھر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور آہستہ آواز میں بولا۔ "ویسے تمہیں اپنے ماں باپ کا بھی کچھ احساس کرنا چاہیے،۔۔۔روز روز کی ٹینشن ان کی صحت کیلیئے اچھی نہیں ہے" اس کا لہجہ اب کی بار نرم اور سمجھانے والا تھا۔

اس کی بات سن کر شعیب نے ایک گہرا سانس لیا اور مثبت میں سر ہلایا۔ "جانتا ہوں یار، لیکن میں جان بوجھ کر تو ایسا نہیں کرتا نہ،۔۔۔بھول گیا غلطی سے "

اب کی بار اسے ایک نظر دیکھنے کے بعد ایک گہرا سانس لے کر عمار خاموش ہو گیا تھا۔وہ بھی جانتا تھا کے وہ جان بوجھ کر ایسا نہیں کرتا تھا،اسی لئے اسے مزید کچھ کہنے کا کوئی مطلب بھی نہیں بنتا تھا۔

****************************

حمنہ اپنے بیڈ پر بیٹھی خاموشی سے ایک فون ہاتھ میں پکڑے اسے دیکھ رہی تھی۔فون سوئچ آف تھا۔اس نے پھر موبائل بیڈ پر ایک طرف رکھ دیا اور بیڈ کی ٹیک لگا لی۔وہ کسی سوچ میں گم تھی کے اسی دوران اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور سعدیہ (اس کی بڑی بہن) کمرے میں داخل ہوئی اور ایک کتاب اسے پکڑائی۔

حمنہ نے وہ کتاب اپنے ہاتھ میں لی اور ایک لمحے کیلئے چونکی اور سعدیہ کی طرف دیکھا۔

"آپی! یہ کتاب میں نے آپ سے تو نہیں کہی تھی" اس کا لہجہ حسبِ عادت آہستہ اور آواز دھیمی تھی۔

اس کی بات سن کر سعدیہ ہلکا سا مسکرائی۔ "کل جب ثاقب اور میں شاپنگ پر گئے تھے نہ، تو مال میں ایک بہت اچھا بک سٹور بھی تھا، وہاں مجھے یہ ملی تو میں لے آئی "

"لیکن پھر بھی۔۔۔" اس نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کے سعدیہ فوراً بولی۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں،۔۔۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو سیریس نہ لیا کرو" اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے کیلئے مڑی ہی تھی کے اس کی نظر حمنہ کے پاس پڑے

موبائل پر گئی، وہ وہیں رکی اور پھر حمنہ کی طرف دیکھا۔"شعیب پھر سے موبائل یہیں بھول گیا؟"

"جی"اس نے مثبت میں سر ہلاتے ہوے جواب دیا۔

"یہ پہلا انسان دیکھا میں نے جو اپنے موبائل کے بغیر اتنی دیر رہ سکتا ہے" اس نے تاسیف میں سر ہلا کر کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد حمنہ وہ کتاب دیکھنے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

سکندر صاحب کا شمار ملک کے جانے مانے بزنس مین میں ہوتا تھا۔ان کی فیملی میں ان کی بیوی سمیرا کے علاوہ ان کے پانچ بچے تھے۔سب سے پہلے بیٹی سعدیہ (عمر 35) تھی جس کی شادی ہو چکی تھی۔پھر بیٹا فرقان (عمر 31) جو کے ان کے ساتھ بزنس سمبھالتا تھا پھر عزیر (عمر 29) جو کے ایم فل رہا تھا، پھر حمنہ (عمر 27) تھی اس کی پڑھائی مکمل ہو چکی تھی اور سب سے چھوٹا موسیٰ (عمر 21) تھا جو کے بی ایس سی کر رہا تھا۔

رانیہ کیچن میں اپنے لئے چائے بنا رہی تھی جب ثقلین کیچن میں داخل ہوا۔رانیہ نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر سے چائے بنانے میں مصروف ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

ثقلین نے فریج سے پانی کی بوتل اٹھائی اور ایک گلاس میں ڈالتے ہوئے ایک نظر چائے اور دوسری نظر رانیہ کی طرف دیکھا۔"پھر سے سر میں درد ہو رہا ہے؟"اس نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"ہمم" رانیہ نے بس اتنا ہی جواب دیا تھا۔

"زیادہ چائے صحت کیلئے اچھی نہیں ہوتی، بہتر نہیں ہے کے ایک چکر ہسپتال کا لگا آؤ؟" عام طور پر وہ کسی کے معاملے میں بہت کم ہی بولتا تھا لیکن آج اس نے مشورہ دینا ضروری سمجھا تھا۔

اس کی بات سن کر رانیہ نے اس کی طرف دیکھا۔ "بلکل اسی طرح ٹھنڈا پانی بھی سردیوں میں نہیں پینا چاہیے، لیکن میں تمہیں کچھ کہہ رہی ہوں؟" وہ جھٹ سے تپ کر بولی تھی۔ اسے بن منگا مشورہ زہر لگتا تھا، چاہے وہ اس کی بہتری کیلئے ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے اسی رویے کی وجہ سے باقیوں کا تو پتا نہیں لیکن وہ تو اس سے دور دور ہی رہتا تھا۔

اس کی بات سن کر ثقلین نے گلاس میں بھرا ہوا پانی پیا اور پھر پانی کی بوتل اٹھا کر دوبارہ سے فریج میں رکھ دی اور پھر یہ کہتے ہوئے کیچن کے دروازے کی طرف بڑھ دیا۔

"پیو جتنی چائے پنی ہے پیو، میرا کیا جانا ہے" یہ کہتا وہ کیچن سے نکل گیا تھا۔

اس کے جانے کے بعد رانیہ دوبارہ سے چائے بنانے میں مشغول ہو گئی تھی۔

ان کی جوئنٹ فیملی تھی۔ جس میں ماں باپ بہن بھائی، چچا چاچی اور کزن اکٹھے رہتے تھے۔ رانیہ کی ایک بہن شانزا اور دو بھائی اسد اور زوہیر تھے۔ عمران صاحب (رانیہ کے ابو) خود ریٹائر ہو چکے تھے اور زیادہ تر وقت گھر پر ہی ہوتے تھے۔ عمران صاحب کے چھوٹے

بھائی کامران صاحب تھے جو کے خود بھی سرکاری آفسر تھے اور ان کے بڑے دو بچے ثقلین اور ردا بھی سرکاری آفسر تھے اور بہت بڑی بڑی پوسٹوں پر فائز تھے اور چھوٹی بیٹی پڑھ رہی تھی۔

جاری ہے۔۔۔۔

مجھے اپنی قیمتی رائے ضرور بتاتے رہیے گا تاکے میرا حوصلہ بڑھے اور مزید لکھنے میں بھی مزہ آے۔

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: